

انعامات حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
تزیین و تشریح: مولانا عبدالحمید براتی نعرۃ العلم گورنمنٹ



گزشتہ سے پیوستہ

اسلام میں حلال و حرام کا تشرعی فلسفہ

مرغ — بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
کہ آپ نے مرغ کا گوشت کھایا، اور مرغ کے مانند ہی
بطخ اور مرغابی کا گوشت بھی ہے۔ ان کا گوشت
طیبات میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔ (و یجوز لہم الطیبات و یحرم علیہم الخبائث)
اور مرغ کو یہ بھی نفیلت حاصل ہے کہ جب وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے تو بانگ دیتا ہے جیسا کہ بنی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کنا اور بلی — یہ دونو جانور حرام قرار دئے گئے ہیں کیونکہ یہ سباع (درندہ جانوروں میں سے
ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درندہ جانوروں کا کھانا حرام قرار دیا ہے اور
اس کے علاوہ کنا شیطان کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ (یعنی اس میں بعض شیطانی اوصاف پائے
جاتے ہیں، مثلاً حرص و آرز اور ہر چیز کو سونگھتے پھرتا، شہوت بطن اور شرمگاہ کی شہوت میں بہم وقت
مستغرق رہتا ہے اور راہ گیروں کو ایذا پہنچانا مزید برآں ہے۔ بعض اوصاف کتے میں اچھے بھی ہیں۔ اس لئے
شرعیات نے بعض حالات میں کتے کو رکھنے کی اجازت ہی دی ہے۔ شرعاً تو کوئی چیز بھی نہیں مگر
حکم اوصاف غالبہ پر لگایا جاتا ہے۔)

دوسری قسم وحشی جانوروں کی ہے ان میں سے وہ جانور حلال قرار دئے گئے ہیں جو ہوشیوں (بہت الاغلم)

کے ساتھ نام اور صفت میں مشابہت رکھتے ہیں۔ جیسے ہرن، نیل گائے اور شتر مرغ وغیرہ صحیح حدیث
میں آیا ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں گورنر (جنگلی گدھا) کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے

اسے تناول فرمایا۔ اور خرگوش کا گوشت بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے بھی قبول فرمایا اور آپ کے دسترخوان پر گودہ کھایا گیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ عرب کے لوگ اس قسم کی چیزوں کو پاکیزہ خیال کرتے تھے۔ اور اس بنا پر وہ لوگ گودہ کے کھانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں کھایا اور اس کے متعلق کبھی تو آپ نے یہ فرمایا کہ (گودہ) میری قوم (قریش) کی سرزمین میں نہیں تھا۔ اس لئے میں اسے ناپسند کرتا ہوں اور کبھی آپ نے فرمایا کہ اس کی شکل پر بعض قوموں کو مسخ کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے اس کے کھانے سے منع فرمادیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک دونوں باتوں میں تناقض و تضاد نہیں۔ کیونکہ گودہ میں بیک وقت دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بات اس کے متعلق عذر بن سکتی ہے۔ یعنی جن لوگوں نے اسے کھایا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کھانے کو طبعی کراہت پر محمول کیا ہے، مشرعی کراہت پر محمول نہیں کیا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد و منشاء کے مقام (مکہ مکرمہ) میں گودہ نہیں پایا جاتا تھا۔ اس لئے آپ اس سے مانوس نہیں تھے اور اسکو کھانا پسند نہ فرماتے تھے۔ لیکن آپ کے سامنے اس کو کھایا گیا تو آپ نے قطعی اور حتمی طور پر منع بھی نہیں فرمایا۔ اور جن لوگوں نے اسے نہیں کھایا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کھانے کو شدید کراہت پر محمول فرمایا ہے۔ کیونکہ مسوخ جانور ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا جانور ملعون ہوگا۔ لیکن شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ ایک چیز کا احتمال کی بنا پر ترک کر دینا یہ ورع و تقویٰ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کو تحریم پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا نہی تنزیہیہ مراد ہوگی (لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے نہی کو نہی تحریمی پر محمول کیا ہے۔ اور ان کا استدلال یہ ہے کہ کھانے کی اجازت پہلے تھی، بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے منع فرمادیا۔ جیسا کہ ابو داؤد و شریف کی روایت میں ہے۔ نیز ایک صحیح روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے پکا ہوا گودہ کسی سائل کو دینا چاہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر منع کر دیا کہ جس چیز کو تو خود نہیں کھاتی اسکو سائل کو کیسے دینا گوارا کرتی ہو۔ بہر حال اس کا مکروہ تحریمی ہونا زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔

درندہ جانوروں کی حرمت | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے درندہ جانوروں کے گوشت سے منع فرمایا ہے جو کچلیوں (دانتوں) سے نریج کر شکار کرتے ہیں کیونکہ ایسے جانوروں کی طبیعتیں اعتدال سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ان کے اخلاق میں سختی اور درشتی ہوتی ہے اور ان میں سنگدلی بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا ان کا گوشت کھانے سے انسان کے مزاج میں بداخلاقی اور درشتی سنگدلی کا پورا پورا لاذنی ہے۔ اور پرندوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے پرندوں کا گوشت حلال قرار دیا ہے جو پاکیزہ ہیں۔

اور انسانوں کے نزدیک مرغوب ہیں جیسا کہوتر، چڑیا وغیرہ۔

اور ایسے پرندوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا جو پنجہ مار کر شکار کرتے ہیں (باز، شکرہ، شاہین، چیل وغیرہ) کیونکہ ان میں سے بعض تو بوڑھی قسم کے جانور ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فاسق (ایذا رساں) فرمایا ہے، تو ایسے جانوروں کا گوشت کھانا یقیناً انسان کی روحانی صحت کے منافی ہوگا۔ اور ایسے پرندے جو مردار اور نجاست کھاتے ہیں ان کا گوشت کھانا بھی مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اور تمام ایسے پرندے اور جانور جن کو عرب کے لوگ اپنی سلامتی طبع سے خبیث اور گندہ خیال کرتے تھے ایسے جانوروں کا کھانا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے۔ (یلع لہم الطیبات و یجدہ علیہم الخبائث) اور آپ پاکیزہ چیزوں کو ان لوگوں کیلئے حلال قرار دیتے ہیں اور گندمی اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ یہ پیشین گوئی تورات و انجیل میں کی گئی ہے۔ اور ہڈی دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کھایا جاتا تھا اور اہل عرب اسکو پاکیزہ خیال کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حلال قرار دیا ہے۔

بحری جانور اور جانوروں کی قسموں میں ایک قسم بحری جانوروں کی بھی ہے۔ اس قسم میں اہل عرب جسکیہ پاکیزہ خیال کرتے تھے جیسا بھیل اور غبر (بھیل کی ایک قسم = وہل بھیل) وہ حلال ہے۔ چنانچہ بھیل کی تمام اقسام حلال قرار دی گئی ہیں۔ البتہ ایسی بھیل جو خود بخود پانی میں مرکز سطح پانی پر الٹی تیرتی ہے (علانی) اس کے کھانے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس کے جسم میں خبیث قسم کا زہر یا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسی بھیل کے کھانے سے مہلک امراض کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ بھیل کے علاوہ پانی میں رہنے والے ایسے جانور جن کو اہل عرب خبیث اور گندہ خیال کرتے تھے۔ اور جن کا نام خشکی کے حرام جانوروں کے نام پر رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ بحری کتا، بحری خنزیر وغیرہ۔ تو چونکہ اس بارہ میں دلائل باہم متعارض ہیں۔ (بعض فقہاء نے ایسے جانوروں کو حلال قرار دیا اور بعض نے ناجائز) اس لئے ایسے جانوروں کے گوشت کھانے سے بچنا ہی بہتر ہے۔

طیب و خبیث (پاک و ناپاک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ جس گھی میں مرہا ہوا پایا گیا ہو اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا جو ہے کو اُس کے ارد گرد لگے ہوئے گھی کو پھینک دو اور باقی حصہ کو استعمال کرو اور ایک روایت میں اس طرح تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ جب جو لگھی میں گر پڑے تو اگر گھی جامد (منجمد) ہے تو اس کے ارد گرد لگے ہوئے گھی کو پھینک دو اور اگر گھی سیال یعنی بھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔ یعنی اسے مت استعمال

کرو یہ سب ناپاک ہوگا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ مردار اور جس چیز پر اس کا اثر ہو ایسی چیزیں تمام ایمان و اقوام میں خبیث و ناپاک سمجھی جاتی ہیں۔ اور جب ناپاک حصہ کو الگ کر لیا جائے تو جو حصہ باقی ہوگا وہ قابل استعمال ہوگا اور اگر پاک و ناپاک میں تمیز ممکن نہ ہو جیسا سیال کی صورت میں تو پھر سب ہی حرام ہو جائے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ہر ایسی چیز جو ناپاک ہو یا ناپاک چیز کے ساتھ مل جائے تو ایسی چیز حرام ہے۔

غلاظت نور جانور کا حکم | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالت (غلاظت خود جانور لگائے، بکری، اونٹنی وغیرہ کے گوشت اور دودھ سے منع فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اس مانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایسے جانور کے رگ و ریشہ اور تمام اعضاء بدن میں نجاست سرایت کر جاتی ہے۔ اور تمام اعضاء میں پھیل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے جانور کا حکم وہی ہوگا۔ جو نجاست کا حکم ہے یا اس کا حکم اس جانور جیسا ہوگا جو نجاست پر زندگی بسر کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ہمارے لئے دو قسم کے مردار اور دو قسم کے خون حلال قرار دئے گئے ہیں۔ مردار سے مراد مچھلی اور مڈھی دل ہے اور خون سے مراد جگر اور تلی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں جگر اور تلی تو جانور کے جسم کے اعضاء میں سے ہیں۔ لیکن ان کی مشابہت خون کے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ جگر میں خون تیار ہوتا ہے۔ اور تلی میں بیج ہوتا ہے۔ اس قرب و تلبس کی بناء پر ان کو خون کہا گیا ہے۔ تمام جسم کی ساخت سے بھی انکی ساخت قدر سے مختلف ہوتی ہے یہ دونوں اعضاء ایک خون ملاوٹھمرے کی شکل میں ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو بخارزا خون کہا گیا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شبہ کو دور فرمایا کہ کہیں ان کو دم مسخوچ کے حکم میں نہ سمجھ دیا جائے۔ اور مچھلی اور مڈھی دل کو مردار کہنا اس بنا پر ہے کہ ایک تو ان کے جسم میں دم مسخوچ نہیں ہوتا، اس لئے ان میں ذبح نہیں مشروع قرار دی گئی۔ ان کا شکار کرنا اور مارنا ہی ذبح کے قائم مقام ہے۔ اس لئے ان پر بھی مجازاً میت کا اطلاق کیا گیا ہے۔

گور کرے اور چھپکلیاں | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وزغ (گور کرے، چھپکلیاں) کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان کو موزی (فاسق) بتلایا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی ہوئی آگ میں پھونکے مارتا تھا۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پہلی ضرب سے مارے گا۔ اس کو تنو نیکیاں حاصل ہوں گی۔ دوسری اور تیسری ضرب سے اس سے کم نیکیاں ملیں گی (مسلم) حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اس کا فلسفہ یہ ہے کہ بعض جانور پیدائشی طور پر ایسے ہوتے ہیں جن سے ایسے افعال و حرکات سرزد ہوتے ہیں جو شیطان کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں

اور ان جانوروں کو شیطان کے ساتھ قرب اور خاص مشابہت ہوتی ہے۔ اور یشیہ طانی و سوسوں کو زیادہ قبول کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ چھپکلی (وزرغ) بھی ان جانوروں میں سے ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کافروں نے جو اگ جلائی تھی اس میں یہ چھوکتی تھی کیونکہ اسکی طبیعت و سوسہ شیطانی کو قبول کرنے کیلئے زیادہ آمادہ رہتی ہے۔ اگرچہ اس کے چھوکنے سے کچھ فائدہ نہ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کی بڑی ترغیب دی ہے اسکی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے قتل کرنے سے نور انسانی سے موزی چیزوں کو دفع کرنا ہے۔ اور اس کا قتل کرنا بالکل ایسا ہے جیسا کہ زہریلے اور خاردار درختوں کو کاٹنا یا کسی ایسی ایذا رساں چیز کو راستے سے ہٹا دینا، اس کا مقصد بھی بنی نوع انسان سے اذیت اور تنکیف کو دور کرنا ہوتا ہے۔ (بعض اطباء نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ چھپکلی جب نمک کو دیکھتی ہے تو اس میں لٹ پلٹ ہو جاتی ہے اور ایسا نمک جب کھانے میں آتا ہے تو انسان کے جسم میں برص جیسی خطرناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ایسے موزی جانور کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ انسانوں کو پرانگندگی اور پریشانی سے بچایا جائے۔) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے قتل کرنے میں شیطان کے لشکر کو شکست دینا ہے۔ اور شیطانی و سوسہ کے گھونسہ (مرکز) کو توڑنا ہے۔ اور یہ چیز اللہ تعالیٰ اور ملائکہ مقربین کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ باقی رہا پہلی ضرب سے قتل کرنے کی صورت میں ثواب کا زیادہ ہونا۔ تو اس کا فلسفہ یہ ہے کہ یہ بھارت اور خلافت پر ولایت کرتا ہے اور اس میں نیکی اور خیر کی طرف سبقت اور سرعت سے اقدام کرتا ہے۔ اور سبقت الی الخیر ایک پسندیدہ نعل ہے۔

مردار (میت) کی حرمت کا فلسفہ | حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: قرآن پاک میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

حُرِّمَتْ عَلَيْكَ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنَازِيرِ

تم پر حرام قرار دیا گیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت

وَمَا أَوْلَىٰ لِغَيْرِ اللَّهِ مِنَ الْخَنِيفَةِ وَالْمَوْقُوذَةِ

اور وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام

دیا گیا ہے، (نذر غیر اللہ) اور گلا گھونٹ کر مارا ہوا

الْأَمَّا ذِكْنًا وَمَا ذُبِحَ عَلَىٰ النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فُسُوقٌ (مائتہ)

جانور چوٹ لگا کر مارا ہوا جانور اوپر سے نیچے گر کر

مرنے والا جانور اور جبکو دوسرے جانور نے پیٹنگ

مار کر ہلاک کر دیا ہو اور جبکو دوسروں نے چیر بھاڑ کر ہلاک کر دیا ہو، البتہ ان میں سے جس جانور کو مرنے

سے پہلے تم ذبح کر دو وہ حلال ہوگا۔ اور وہ جانور بھی حرام قرار دیا گیا ہے جس کو کسی تکیہ یا تھان

پہلے سینٹ پریسھا گیا ہو۔ اور تم پر یہ بھی حرام قرار دیا گیا ہے کہ تیروں کے ساتھ جڑا کھلو یا فستہ معلوم کرو۔ یہ فسق اور معصیت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: مردار اور خون کی حرمت کا فلسفہ یہ ہے کہ یہ چیزیں ناپاک اور نجس ہیں۔ اس لئے ان کا کھانا پینا حرام قرار دیا گیا ہے۔ (مردار کے کھانے سے نشاط اور جستی ختم ہو جاتی ہے اور خون کے استعمال سے قساوت قلبی اور سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ مردار خوار جانوروں میں تجربہ سے اسکا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔) خنزیر اس نئے حرام ہے کہ اس کی صورت پر بعض مغضوب اور ملعون قوموں کو مسخ کیا گیا ہے (نیز یہ غلاظت کھانے والا جانور ہے۔ اور اس میں ایک ایسی خصلت پائی جاتی ہے جو فطرتِ انسانیہ کے منافی ہے (اشترک فی الموطوء) اسی وجہ سے خنزیر کا گوشت کھانے والی قومیں انتہائی درجہ کی بے حیا ہوتی ہیں۔) اور ماہل بغیر اللہ (نذر بغیر اللہ) اور ماہز علی النصیب (بھتان وغیرہ ذبح کئے ہوئے جانور) سے اس نے منع کیا گیا ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کا نخی مقصود ہے۔ اور اسکی حرمت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ فعلِ قبیح کی ثبابت و قباحیت مفعول میں بھی سرایت کرتی ہے۔

ذبح کی شرط ضروری ہے | گلا گھونٹ کر مارا ہوا اور نیچے گر کر مرنے والا اور سینک سے مار کر ہلاک کیا ہوا اور دندوں نے جس کو کھالیا ہو ان کو اس نے حرام قرار دیا گیا ہے کہ ذبح کا مشروع طریقہ جسکی وجہ سے مذکور جانور حلال ہوتا ہے۔ اور اس کا گوشت پاک ہوتا ہے وہ یہاں نہیں پایا گیا۔ اور ذبح کا طریقہ شریعت میں اس طرح مقرر کیا گیا ہے کہ جانور کو گلے اور سینے کے بالائی حصہ (بطن) کے درمیان ذبح کیا جائے اور اس کا خون تیز آگ سے اسکی رگوں کو کاٹ کر بہا دیا جائے۔ شریعت میں مذکور کے پاک ہونے کی یہی صورت مقرر کی گئی ہے اب اگر یہ شرط نہ پائی گئی تو ایسے جانور حرام ہوں گے اور دم مسفرح تمام جسم میں پھیل جائے گا اور سارا جسم ناپاک ہو جائے گا اور ناپاک چیز کا کھانا حرام ہے۔ الاماخذ کیتھ۔ یعنی جس جانور پر اس قسم کے واقعات گزرے ہوں، اور تم اس جانور کو ایسی حالت میں پالو کہ اسکی جان نہ لگی ہو اور تم اسے ذبح کرو تو وہ حلال ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ ذبح کرنے سے ہی اسکی جان نکلتی ہے۔

جانور کو روک کر نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی زندہ جانور کو نشانہ بنا کر اس پر تیر اندازی کی مشق کی جائے۔ اور اس طرح اس کو مارا جائے۔ ایسے جانور اگر اس طرح مر جائے تو وہ مردار ہو گا جس کا کھانا حرام ہے۔ لیکن اگر اس طرح تیر اندازی کرنے سے وہ مرا نہیں اور ذبح کر لیا گیا تو فقہائے کرام ایسے جانور کے کھانے کو بھی مکروہ فرماتے ہیں۔ کیونکہ تیر اندازی

سے اس کے جسم میں ذبح کے وقت کمزور ہو جانے کے باعث خون بہت کم خارج ہو گا۔ اور دوسرا یہ فعل بھی بہت ظالمانہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت کسی جانور کو ایک جگہ باندھ کر پھراسے تیروں کا نشانہ بناتے تھے۔ ایسے جانور کو معجزۃ یا مجسمہ کہا جاتا ہے۔ نیز یہ اس لئے بھی حرام ہوتا ہے کہ یہ جانور اذیت کے ساتھ حرام موت مر جاتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب نہ حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اس کو قربان کیا جاتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ اس کے ذریعہ ادا کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر رحم و احسان فرض قرار دیا ہے۔ تم اگر کسی چیز کو قتل کرتے ہو تو احسان کے ساتھ قتل کرو۔ اور اگر تم جانور کو ذبح کرو تو ذبیحہ کو احسان کے ساتھ ذبح کرو۔ ہر شخص کو چاہئے کہ ذبح کیلئے اپنی چھری کو تیز کرے اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے“ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جانور کو ذبح کرنے کیلئے جان نکالنے کا آسان طریقہ اختیار کرنا اس داعیہ رحم کا اتباع ہے۔ نرمی و رطفت کا اظہار ہے۔ اور یہ ایک ایسا وصف ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور نیز اس پر بہت سی منزلی اور شہری مصلحتوں کا انحصار ہے۔

زندہ جانور کے جسم سے کوئی حصہ جدا کرنا حرام ہے اور وہ مردار ہے | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میں جانور کے جسم سے کوئی حصہ کاٹ کر جدا کیا گیا وہ مردار ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ اہل عرب اونٹ کے کومان اور دنبوں کی پکیاں کاٹ لیتے تھے اور ظاہر ہے کہ اس میں جانور کو سخت اذیت ہوتی ہے۔ اور یہ کام اس کے بالکل مناقض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ذبح کے سلسلہ میں مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے آپ نے اس سے قطعی طور پر منع فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کسی چیز یا اس سے کسی بڑے یا چھوٹے جانور کو ناحق مارے گا، اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس کرے گا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اُسے ذبح کیا جائے اور اسے کھائے۔ اور ایسا نہ کرے کہ اس کے سر کو کاٹ کر پھینکے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ یہاں دو قسم کی باتیں ہیں جن میں اشتباہ و ابہام ہے ہر ایک بات کا تعین کرنا اور اس اشتباہ و ابہام کو رفع کرنا اور ان میں امتیاز کرنا ضروری ہے۔

۱۔ ایک بات یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنا ضرورت کے لئے ہونا چاہئے اور نوح انسانی کی مصلحت کے قائم کرنے کے لئے داعیہ ہو۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلا ضرورت کسی جانور کو تباہ کرنا اور زمین میں فساد کو بنایا یہ مستغفری اور

تساوت قلبی ہے۔

شکار کے احکام | حضرت امام ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ شکار اہل عرب کی عام عادت تھی۔ اور اس کا رواج عام تھا۔ حتیٰ کہ یہ شکار ان کے پیشوں (مکاسب) میں سے اہم ہمیشہ تھا۔ جس پر انکی معاش کا مدار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کو مباح قرار دیا۔ لیکن شکار کی کثرت کے نقصانات بھی ساتھ ساتھ بیان فرمادئے۔ اور آپ نے دنیا کا ہر شخص شکار کے پیچھے پیڑے گا تو وہ غفلت میں مبتلا ہوگا۔ شکار کے احکام کی بنیاد اس پر ہے کہ شکار اپنی تمام شرائط اور صورتوں میں ذبح پر معمول ہے، یعنی شکار کی ہر صورت میں ذبح کرنا لازم اور ضروری ہے، بجز ایسی صورتوں کے کہ جن میں مشروع طریقہ پر ذبح کرنا فی الواقع ہو اور ایسی صورت میں اگر ذبح مشروع اور ضروری قرار دیا جائے تو شکاریوں کی سعی و کوشش بار آور نہ ہو سکے گی، چنانچہ اسی بنا پر شکار کرنے والے جانور کو شکار پر چھوڑتے وقت یا شیر چلاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا ضروری ہوگا۔ البتہ ذبح اور حلق اور لہہ شرط نہ ہوگا۔ اسی کو فقہاء ذبح اصطلاحی کہتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ شکار کے احکام شکار کے ذاتیات پر بھی مبنی ہیں۔ مثلاً یہ کہ آیا شکار کرنے والا جانور سدھایا ہوا (معلم) ہے اور پھر اسکو قصداً شکار پر چھوڑا گیا ہے، اگر سدھایا ہوا جانور نہیں تو اس شکار کی حیثیت اتفاقی طور پر ہوگی۔ اور شکار کے احکام شکاری جانور کی ذاتی اہلیت پر بھی مبنی ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ اس شکاری جانور نے اس شکار میں سے کھایا نہ ہو۔ اگر اس نے کھالیا ہو تو اگر وہ شکار زندہ پایا گیا اور ذبح کر لیا گیا تو حلال ہوگا۔ ورنہ وہ مردار اور حرام ہوگا۔ اور یہی فرق ہوگا ایک سدھائے ہوئے جانور کے شکار کرنے میں اور ایک درندہ کے کھانے میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار اور ذبح کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اسی اصول پر جواب دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے یہ سوال کیا کہ ہم اہل کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں۔ کیا ہم ان کے برتنوں میں کھالیا کریں یا نہ؟ اور آپ سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ میں اپنی کمان کے ساتھ اور اپنے سدھائے ہوئے کتے اور بے سدھائے ہوئے کتے دونوں کے ساتھ شکار کرتا ہوں۔ تو ارشاد ہو کہ میرے لئے کونسی صورت جائز ہوگی۔ اور کونسی ناجائز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کے بارہ میں پوچھا ہے تو اگر ان برتنوں کے علاوہ تمہیں دوسرے برتن مل سکتے ہوں تو پھر ان میں نہ کھاؤ اور اگر دوسرے برتن میسر نہ آسکتے ہوں تو ان کو دھوکہ استعمال کر لیا کرو۔ اور جو شکار تم نے اپنی کمان کے ساتھ کیا ہو اور اس پر تم نے اللہ کا نام لیا ہو تو اسکو کھاؤ اور جس سدھائے ہوئے کتے سے

تم نے شکار کیا ہو اور اسکو شکار پر چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا ہو تو اس کو کھا سکتے ہو۔ اور جو تم نے بے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا ہو تو اگر اس کو زندہ حالت میں پایا اور ذبح کر لیا تو اسکو کھاؤ۔ امام دلی اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ان برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن تمہیں مل جائیں تو اہل کتاب کے برتن نہ استعمال کرو اس کا فلسفہ اور حکمت یہ ہے کہ اس میں اعلیٰ اور برتر چیز کو اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے اور یہ کہ دل کو وساوس سے راحت اور نجات مل جائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پرچھا گیا کہ یا رسول اللہ ہم سدھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑتے ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں، اس کے متعلق آپ نے جواب میں فرمایا کہ جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیکر (بسم اللہ اکبر کہہ کر) چھوڑا کرو۔ اگر وہ کتا شکار کو تھارے لئے پکڑ لائے اور تم اسے زندہ پاؤ تو اس کو ذبح کرو۔ اور اگر تم نے اسکو ایسی حالت میں پایا کہ وہ شکار اس نے قتل کر دیا ہے۔ اور خود اس کتے نے اس میں سے نہیں کھایا۔ تو تم اس کو کھا سکتے ہو اگر اس نے اس میں سے کھا لیا ہے تو تم اس کو نہ کھاؤ کیونکہ وہ تو اس نے اپنے لئے شکار کو پکڑا ہے اور اگر تم نے اپنے کتے کے ساتھ دوسرے کتے کو پایا۔ اس حالت میں کہ شکار کو قتل کر دیا گیا ہے تو تم اس کو نہ کھاؤ کیونکہ تم نہیں جانتے ان دونوں میں سے کسی نے اس شکار کو قتل کیا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اگر بے سدھائے ہوئے کتے نے قتل کیا ہے تو پھر بھی وہ شکار مردار ہوگا اور اگر دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں کہہ کر چھوڑا گیا۔ تو پھر بھی حلال ہونے کی شے پانی گئی۔ حضرت عدی بن حاتمؓ کی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے کتے پر لیا ہے دوسرے پر نہیں لیا۔ اس لئے ایسی صورت میں شکار مردار ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضور میں شکار پر تیر پھینکتا ہوں اور دوسرے دن اس شکار میں تیر چنسا ہوا دیکھتا ہوں۔ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شکار تم سے غائب ہو جائے اور پھر تمہیں معلوم ہو کہ یہ تمہارے تیر نے قتل کیا ہے۔ اور اس میں کسی زندہ وغیرہ کا اثر نہ ہو تو تم ایسے شکار کو کھا سکتے ہو اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جب تم تیر چنیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لور۔ پھر اگر وہ شکار تم سے دن بھر غائب ہو جائے اور پھر تم اسے اسی طرح پاؤ کہ تمہارے تیر کے سوا اس میں کسی اور چیز کا اثر نہ ہو تو تم اس شکار کو کھا سکتے ہو، اور اگر تم اسکو ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ پانی میں ڈبا ہوا ہے۔ تو تم اسکو مت کھاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس وقت اسکی موت کو بالیقین تیر کی طرف نہیں منسوب کیا جاسکتا بلکہ ممکن ہے کہ پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے یا کسی چیز کے ساتھ ٹکرا کر مر گیا ہو تو ایسی صورت میں وہ مردار ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حضور ہم معارض (بے پردہ پیکان تیر یعنی جس کے ساتھ بھالا ہو اور اس کے ساتھ پر نہ ہو) کو پھینک

کر شکار کرتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اگر اس نے شکار کو اپنی تیزی کی وجہ سے (جیسا کہ نوکدار چیزوں میں ہوتا ہے) پیر بھاڑ کر قتل کیا ہے تو تم اسے کھا سکتے ہو اس کا گوشت حلال ہے اور اگر اس نے اپنی چوڑائی (چپٹے حصے) سے ضرب اور بھڑو کر لگا کر شکار کو قتل کیا ہے تو تم اسے رت کھاؤ کیونکہ یہ موقوفہ (چوٹ لگا کر مارا ہوا ہے) اور ایسا جانور بجز ذبح کرنے کے ملاں نہیں ہوتا۔ اسی طرح بندوق یا غنیل سے مارا ہوا شکار بھی اسی حکم میں ہے۔ یعنی موقوفہ و قید کے حکم میں کیونکہ بندوق بھی شکار کو اپنے دباؤ (فورس Force) سے قتل کرتی ہے، تیز نوکدار ہونے کی وجہ سے نہیں ایسی صورت میں ذبح کے بغیر یہ مردار ہوگا۔ مفتی محمد عبدہ مرحوم اور سید رشید رضا مرحوم اور مودودی صاحب اور بعض دوسرے لوگوں کا فتویٰ کہ بندوق کا شکار بے ذبح کے حلال ہے تحقیق کے خلاف ہے اور قابل اعتماد نہیں جہود فقہاء اور محققین اس کے خلاف ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سائل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس ایسے نو مسلم لوگ گوشت لاتے ہیں جو نئے نئے شرک و کفر سے باہر ہوتے ہیں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ انہوں نے ذبح کے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اور اسے کھاؤ۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس اصل پر مبنی ہے کہ شریعت کے احکام ظاہر پر مبنی ہوتے ہیں۔ جب ایک مسلمان گوشت لاتا ہے تو بلا وجہ اس پر بدگمانی کرنا خلاف ظاہر ہے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے متعلق اچھا گمان کرنا چاہیے پناچہ شاہ ولی اللہ اس چیز کو واضح کرنے کیلئے فرماتے ہیں کہ:

وَمَا حَدِيثُ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَهْوَ مِنْ وَهْدِ حَدِيثِ تَبَسُّمٍ مِنْ بِلْ بَادِيَةٍ (دیہاتی نو مسلم کے لگے)

اقامتہ الدلیلۃ الظاہر مقام الیقین کے گوشت لانے کا ذکر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے

ولیس فیہ شک كما ورد فی الخبر کہ ظاہری دلیل کو یقین کے قائم مقام نہرایا گیا ہے۔

اذا دخلت علی مسلم فکل من طعامہ اس میں اس بات کا شک نہیں کہ وہ گوشت حرام

ولا تسأله - (مسوری مصنف ۱۰۵۱) ہو یا شاید اس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو یہ ایسا ہی

ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب تم کسی مسلمان کے پاس جاؤ تو اس کے پیش کئے

ہوئے کھانے کو کھاؤ اور یہ مت دریافت کرو کہ یہ کیسا ہے۔ حلال ہے یا حرام کیونکہ ایک مسلمان کے

عمل کو اچھے محل پر محمول کرنا چاہیے۔ جب وہ نیافت کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ ملاں اور پاک ماں سے

اور ملیب گمانی سے ہی کرتا ہوگا۔ اسی طرح یہاں بھی وہ نو مسلم جو گوشت لائے ہیں تو اس میں شک کرنے

کی کوئی وجہ نہیں، بس تم اللہ کا نام نہ لیا ہوگا۔

ذبح کے احکام | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا گیا کہ ہماری کل دشمن سے منکر ہوگی اور ہمارے پاس پھر یاں وغیرہ نہیں جن سے ہم اس وقت جانور ذبح کر سکیں۔ صرف تلواریں ہی ہمارے پاس ہیں اگر ہم ان کو اس وقت جانوروں کے ذبح کرنے اور گوشت کاٹنے میں استعمال کرتے ہیں تو یہ کندہ ہو جائیں گی تو کیا ایسی صورت میں ہم بانس یا اس قسم کی تیز کھچپوں سے جانور ذبح کر سکتے ہیں؟

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس قسم کی جو چیز بھی ہو جو اپنی تیزی کی وجہ سے خون بہا دے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو تو اس سے ذبح کرنا درست ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں اسی طرح آیا ہے کہ آپ سے اس بکری کے بارہ بے سوال کیا گیا جس کو ایک لونڈی نے دیکھا کہ وہ مر رہی ہے اور ذبح کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی اس لونڈی نے ایک پتھر جلدی سے توڑ کر اور اس کا ایک تیز ٹکڑا سے کہ اس بکری کو ذبح کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کھاؤ یہ حلال ہے۔

لکڑی یا تیز پتھر یا کوئی اور تیز قسم کی چیز ہو تو اس سے ذبح کئے ہوئے جانور حلال ہیں۔ البتہ دانست اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ دانست تو ہڈی ہے اور ناخن جھینوں کی پھری ہے یعنی حبشہ کے مشرک لوگ ناخن کے ساتھ جانور کو کاٹتے تھے یہ ایک غلط اور جانور کو اذیت دینے والا طریقہ ہے۔ ایک مرتبہ ایک اونٹ بھاگ نکلا جس کا پکڑنا دشوار ہو گیا۔ تو ایک شخص نے تیر مار کر اس کو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ گھریلو اور پالتو جانور بھی بعض اوقات آدمیوں سے متنفذ ہو کر وحشی جانوروں کی طرح بھاگ جاتے ہیں۔ تو جب کوئی جانور وحشی ہو جائے تو تم اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو۔ جیسا وحشی جانوروں کو تیر مار کر زخمی کر دیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسا جانور چونکہ وحشی بن گیا تو اس کا حکم وہی ہوگا جو ہشکار کا حکم ہے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالْاَسْوَابِ۔

ڈھاکہ میں مجلس مذاکرہ

تعلیم القرآن سوسائٹی ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کے زیر اہتمام قرآنی علوم و معارف پر بحث و مذاکرہ کے لئے ۲۲ فروری سے ڈھاکہ میں ایک سہ ماہیہ ہو رہا ہے۔ فتنہ گین کی خواہش پر اس مجلس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ ہمت دار العلوم حقایقہ اور مدیر ماہنامہ الحق نے دعوت شمولیت منظور کر لی ہے۔ اگر کوئی مانع پیش نہ آیا تو یہ حضرات اس میں شرکت فرمادیں گے۔ اس سہ ماہیہ میں مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق ”قرآن کریم اور تعمیر اخلاق“ کے موضوع پر مقالہ سنائیں گے۔ انشاء اللہ (صار علی شاہ سینجر الحق)